اسلام اور تحفظِ ناموسِ رسالت: ایک تحقیقی جائزہ

Islam and Protection of Namoos-e-Risalat: A research overview

کریم داد[i]

Abstract

Islam commands its followers to respect the human being, and assigns punishment on its dishonoring. The respects of all the messengers of Allah Al-Mighty are a part of Islamic belief, and their disgrace is considered a big crime. The respect and love of the last prophet Mohammad (S.A.W) is the key to success in this world as well as in the Hereafter. Any kind of disgrace on the part of the Holy Prophet (S.A.W) is a punishable step. What will be the punishment, how is it be possible and who will give it? Its all conditions have been discussed scholarly in this article.

احترام انسانیت

مطلق اِنسان بڑی عزت واحترام کا مستحق ہے، کیونکہ اس کو ساری مخلوقات پر فضیلت بخشی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ[1] "کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے [2]۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ[(3)] "اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں اپنانائب اور خلیفہ مقرر کیااوراسے فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ ارشادباری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً[4]

"اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں۔"

---

i اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ[5]

"اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا۔"

انسان کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے زمین کی ساری مخلوقات کو اس کے لئے مسخر اور تابع کر دیا۔ قرآن میں ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ[6]

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ جتنی چیزیں زمین میں ہیں (سب) خدا نے تمہارے زیر فرمان کر رکھی ہیں اور کشتیاں (بھی) جو اسی کے حکم سے دریا میں چلتی ہیں۔ اور وہ آسمان کو تھامے رہتا ہے کہ زمین پر (نہ) گر پڑے مگر اس کے حکم سے۔ بے شک خدا لوگوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔"

انسان جب اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا محترم ہے تو دنیا میں بھی اس کے ناموس اور عزت کا خیال رکھا اور ایک دوسرے کی غیبت، الزام تراشی اور بدگمانی سے منع فرمایا، ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ[7]

"اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے۔ (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا[8]

"اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت سے) جو انہوں نے نہ کیا ہو ایذا دیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔"

اسی طرح کسی کا تمسخر اور مذاق اُڑانے اور غلط نام پکارنے سے بھی منع فرمایا، کیونکہ اس سے انسان کی اہانت اور رسوائی ہوتی ہے۔ قرآن میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسٰى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ[9]

"مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔"

اِحترام انبیاء علیہم السلام

اِنسانوں پر عائد شدہ ذمہ داریوں کی صحیح بجاآوری اور گمراہی سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ احسان کیا کہ اپنے مخصوص بندوں کو پیغامات دے کر بھیجا، تاکہ انہیں معرفتِ الٰہی میں آسانی ہو۔ یہ مخصوص بندے انبیاء ورسل کہلاتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ[10]

"اور ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔"

انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) بتائی گئی ہے۔ اِسلام عام انسانوں کی عزت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ ناموسِ انبیاء کے تحفظ کا بھی خاص خیال رکھتا ہے اور پیغمبروں کے دامن پر کسی قسم کے داغ کو برداشت نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کرام کے بارے میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ نبوت سے پہلے اور بعد دونوں حالتوں میں گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ ان سے گناہ کا ارتکاب نہیں ہوتا۔ خلاف اولیٰ کا ارتکاب اگر ہوجائے تو اس پر بھی تنبیہ کی جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

والأنبياء عَلَيْهِم الصَّلَاة وَالسَّلَام كلهم منزهون عَن الصَّغَائِر والكبائر وَالْكفْر والقبائح وَقد كَانَت مِنْهُم زلات وخطايا[11].

تمام انبیاء پر ایمان لانا، انہیں حق ماننا اور ان کا احترام کرنا ضروری قرار دیا گیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ [12]

"بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔"

اور محض نبوت ورسالت میں تمام کے برابر ماننے کا حکم دیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ [13] "ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔"

اور بعض پیغمبروں کا ماننا اور بعض کا نہ ماننا کفر قرار دیا گیا۔ ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا [14]

"جو لوگ خدا سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور خدا اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں۔ وہ بلا اشتباہ کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

انبیاء کرام وہ ہستیاں ہیں جن کی بدولت انسان دنیاو آخرت کی خوشیوں اور جہنم کی آگ سے بچ کر جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوتا ہے۔ لہٰذا ان سب کا ماننا، ان کے ناموس کا تحفظ کرنا ضروری اور ایمان کا حصہ ہے اور ان میں کسی قسم کا فرق نہ کرنا لازم ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بعض کو بعض پر فوقیت دی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ [15]

"یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہیں ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے خدا نے گفتگو فرمائی اور بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے۔"

شانِ محمد ﷺ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آخری نبی سیدنا محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء ورسل پر فوقیت وفضیلت بخشی ہے۔ آپ کو اکمل واتمم دین سے نوازا گیا۔ ارشاد ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا [16]

"آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔"

آپ ﷺ پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید کی حفاظت کی گئی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ [17] "بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہمیں نے اُتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔"

آپ ﷺ کو معراج کے لیے لے جایا گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ [18]

"وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام یعنی (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔"

اِسی طرح عالمگیر نبوت سے نوازا گیا۔ آپ ﷺ کو امام الانبیاء اور اشرف الانبیاء قرار دیا گیا۔ آپ کے مبارک نام (محمد ﷺ و احمد ﷺ) ہی اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ ﷺ بہت عظیم ہیں۔ آپ کے دنیا میں آنے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کو اس نام سے یاد کیا تھا۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ [19]

"اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریمؑ کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کے اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ﷺ ہو گا ان کی بشارت سناتا ہوں۔"

اور تورات و انجیل میں بھی آپ کو انہی ناموں سے یاد کیا گیا تھا۔ ارشاد ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ [20]

"وہ جو (محمد ﷺ) رسول (اللہ) کی جو نبی اُمی ہیں پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔"

آپ ﷺ کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے آنے سے پہلے تمام انبیاء کرام سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا تھا۔ گویا آپ ﷺ کو ایک عالمگیر نبی کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ[21]

"اور جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمھیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (خدا نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔"

یہود و نصاریٰ بھی آپ ﷺ کی حقانیت اور عظمت و رتبے کو جانتے تھے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ[22]

"جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (ہمارے پیغمبر ﷺ) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔"

تورات کے لیے موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور جا کر چالیس دن انتظار کیا، مگر آپ ﷺ کی عظمت شان دیکھئے کہ آپ ﷺ جہاں ہوتے وہاں جبرئیل علیہ السلام آکر قرآن لاتے تھے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کو اتنے پیارے تھے کہ آپ کے ہر قول و فعل کو اپنی طرف منسوب کیا۔ ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى[23]

"اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں۔ یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔"

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى[24]

"اور (اے محمد ﷺ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔"

اذان میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی شہادت بھی ضروری قرار دی گئی۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کے آوازِ ذکر کو بلند کیا۔ ارشاد ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ[25] "اور تمہارا ذکر بلند کیا۔"

اور مقام محمود تک پہنچایا:

عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا[26] "قریب ہے کہ خدا تم کو مقام محمود میں داخل کرے۔"

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دے کر خود بھی درود بھیج رہے ہیں۔ ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا[27]

"خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی ان پر دُرود اور سلام بھیجا کرو۔"

آپ ﷺ کو تمام کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ[28] "اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔"

اس سے بڑا مرتبہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اطاعت بعینہٖ اپنی اطاعت ٹھہرائی۔ ارشاد ہے:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ[29] "جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی۔"

اور اپنی رضا اور محبت آپ ﷺ کی اطاعت پر موقوف کیا ارشاد ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ[30]

"(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"

اور آخر میں مطلق حکم دیا کہ آپ ﷺ جو حکم دیتے ہیں اسے لے لو اور جس سے منع کرتے ہیں اس سے منع ہو جاؤ۔ فرمایا:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا[31] "سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو۔ اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ ﷺ ایک عظیم ہستی ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کی سچائی اور بلند مرتبے کا اعتراف نہ صرف مسلمان، اہل کتاب اور مشرکین کرتے ہیں، بلکہ آپ کے جانی دشمن بھی کرتے چلے آئے ہیں۔ عربی کا ایک مقولہ ہے "الفضل ماشهدت به الأعداء" فضیلت اور برتری تو دراصل وہ ہے جس کی دشمن بھی شہادت دیں۔

تحفظ ناموسِ رسول

ایسی عظیم ہستی جو صفات کمال کے اعلیٰ مرتبے پر ہو اور اسی کے برکت سے یہ کائنات وجود میں آئی ہو۔ اس کے ناموس کا تحفظ ضرور ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ تخاطب اور گفتگو کے آداب مقرر کیے اور آپ ﷺ کے ساتھ بلند آواز میں بات کرنے کو منع فرمایا، اور آپ کے ساتھ دھیمی آواز میں بات کرنے کو باعث اجر و ثواب قرار دیا گیا۔ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ-إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ [32]

"اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ پیغمبر خدا کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں خدا نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزما لئے ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔"

آپ ﷺ سے آگے چلنے اور بولنے کو بھی منع فرمایا۔ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ [33]

"مومنو! (کسی بات کے جواب میں) خدا اور اس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا سنتا جانتا ہے۔"

آپ ﷺ کی ازواج مطہرات امت کی مائیں قرار دی گئیں، فرماتے ہیں:

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ [34] "اور پیغمبر کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔"

یہاں تک حکم دیا گیا کہ پیغمبر کو اپنا جیسا عام آدمی متصور نہ کرو بلکہ اس کی ایک انفرادی حیثیت ہے اس کا خیال رکھو۔ فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا [35]"مومنو پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیساتم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔"

اور حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ دلی عقیدت واحترام پیدا کرو اور اپنے نفس، اولاد، والدین اور سارے لوگوں سے زیادہ محبت اسی سے کیا کرو۔ ارشاد ہے:

النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ [36]"اور پیغمبر کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔"

آپ ﷺ کی محبت کو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «فوالذي نفسي بيده، لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس اجمعين[37]»

"ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤ۔"

اور اس کے ناموس اور عزت کا خیال رکھو اور اس کے ناموس کا تحفظ کرو۔

توہین رسالت اور قرآن

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کو اتنے پیارے ہیں کہ آپ کے ساتھ غیر ارادی طور پر معمولی قسم کی بے ادبی کو بھی برداشت نہیں کرتے اور اس پر اعمال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا [38]۔ ایسے الفاظ سے منع فرمایا جن سے توہینِ رسالت کی بو آ رہی ہو، جس طرح کہ یہودِ مدینہ لفظ " رَاعِنَا " کا استعمال کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اسے منع کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ [39]

"اے اہل ایمان! (گفتگو کے وقت پیغمبرِ خدا سے) راعنا نہ کہا کرو۔ انظرنا کہا کرو۔ اور خوب سن رکھو، اور کافروں کے لیے دکھ دینے والا عذاب ہے۔"

کوہِ صفا پر جب آپ ﷺ نے قبائل قریش کو جمع کر کے اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلایا تو ابولہب چیخ اٹھا اور کہنے لگا؛

تبالک ألهذا جمعتنا "تیری لیے ہلاکت ہو اسی کے لیے تو نے ہمیں جمع کرایا۔"

اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب کے بارے میں یہ بات اتنی ناگوار گزری کہ پوری سورۃ اس بدبخت کا نام لے کر نازل ہوئی [40]۔

اب جو لوگ قصداً آپ ﷺ کے ناموس کو پامال کر کے آپ کو تکلیف پہنچاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر غصہ ہو کر انہیں رحمت سے دوری، رسوائی اور دردناک عذاب کی وعید سنائی۔ ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا[41]

"جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں ان پر خدا دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے اس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ[42]

"اور ان میں بعض ایسے ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص نرا کان ہے۔ (ان سے) کہہ دو کہ (وہ) کان (ہے تو) تمہاری بھلائی کے لیے۔ وہ خدا کا اور مومنوں (کی بات) کا یقین رکھتا ہے اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں ان کے لیے رحمت ہے۔ اور جو لوگ رسول خدا کو رنج پہنچاتے ہیں ان کے لیے عذاب الیم (تیار) ہے۔"

یہاں تک کہ آپ ﷺ کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خود نمٹنے کا وعدہ کیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ[43] "ہم تمہیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لیے جو تم سے استہزاء کرتے ہیں کافی ہیں۔"

اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ[44]

"ان (منافقوں) سے خدا ہنسی کرتا ہے اور انہیں مہلت دیئے جاتا ہے کہ شرارت و سرکشی میں پڑے بہک رہے ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیرؒ[45] نے لکھا ہے کہ ایک دن جب آپ ﷺ راستے سے گزر رہے تھے تو چند مشرکین نے آپ کو چھیڑا، جس پر اُسی وقت جبرئیل علیہ السلام وہاں پہنچے اور ان مشرکین کو مارا، جس کی وجہ سے ان کے جسم ایسے ہو گئے جیسے نیزے سے زخم خوردہ ہو اور اس سے وہ مر گئے[46]۔

منافقین مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے اور افواہیں پھیلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ منع ہو جاؤ ورنہ قتل کیے جاؤ گے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا [47]

"اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جو مدینے (کے شہر میں) بری بری خبریں اُڑایا کرتے ہیں (اپنے کردار) سے باز نہ آئیں گے تو ہم تم کو ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔"

دورِ نبوی اور ناموس رسالت

مکی دور چونکہ اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا اور مسلمان کمزور تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ خود انتقامی کارروائی سے اجتناب کرتے تھے اور صحابہ کرام کو بھی صبر و برداشت کی تلقین کرتے تھے۔ مدینہ منورہ ہجرت کرکے وہاں پر ایک آزاد اسلامی ریاست کی تشکیل ہوئی تو آپ ﷺ اگرچہ رحمۃ للعٰلمین تھے، مگر ناموس رسالت پر حملہ کرنے والوں کو معاف نہیں کیا اور ان کے قتل کے احکامات صادر فرمائے۔ جن میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے۔

1. قتل کعب بن اشرف یہودی: جابرؓ بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے حکم پر محمد بن مسلمہ انصاریؓ نے چند آدمی ساتھ لے کر کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا، کیونکہ وہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا ہجوہ کیا کرتا تھا اور آپ کا مذاق اڑایا کرتا تھا[48]۔
2. سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو قتل کرو جو ایک نبی کو گالی دیتا ہے اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے درے لگاؤ[49]۔
3. قتل ابو رافع یہودی: آپ ﷺ نے عبد اللہ بن عتیکؓ کی سرکردگی میں چند آدمی ابو رافع یہودی کے قتل کے لیے بھیجے، جنہوں نے اسے قتل کیا، کیونکہ وہ آپ ﷺ کو ایذا اور تکلیف پہنچاتا تھا[50]۔
4. فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کے باوجود آپ ﷺ نے توہین رسالت کے مرتکبین کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا، ان میں حویرث ابن نقید، ابن خطل اور اس کی دو لونڈیا شامل تھیں، جو کہ ایک قتل کی گئی اور دوسری بھاگ کر بعد میں مسلمان ہوئی[51]۔
5. بنو حتمہ کی ایک عورت آپ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی۔ آپ ﷺ کے حکم پر خالد بن ولیدؓ نے اس کو قتل کیا[52]۔

یہاں تک کہ جس نے آپ ﷺ سے پیشگی اجازت لیے بغیر شاتم رسول کو قتل کیا تو آپ ﷺ نے اسے کچھ نہیں کہا، بلکہ مقتول کا خون ہدر قرار دیا۔ مثلاً: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی نے شتم رسول کے جرم پر اپنی ام ولد کو قتل کیا اور آپ ﷺ کے سامنے پورا قصہ بیان کیا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں گواہ رہو اس عورت کا خون رائیگاں گیا[53]۔

آپ ﷺ اگرچہ رحمۃ للعلمین تھے، مگر توہینِ رسالت کا معاملہ صرف آپ ﷺ کی ذات گرامی سے متعلق نہیں، بلکہ یہ ایک ہمہ جہتی معاملہ ہے جس سے متعدد حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ مثلاً آپ ﷺ کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور اس کے محبوب بندے کی ہے۔ آپ ﷺ کی شان کا انکار ایسا ہی ہے جیسے اس نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول کا انکار کیا اور اس کے محبوب ترین بندے سے اظہار بغض و نفرت کیا۔ اسی طرح آپ ﷺ پر طعن گویا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب پر اور اس کے پسندیدہ دین (اسلام) پر طعن ہے۔ آپ ﷺ کی تکذیب اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے۔ اسی طرح پوری امۃ مسلمہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتی ہے اور آپ ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتی ہے، اس لیے آپ ﷺ کی توہین پوری امۃ مسلمہ کی توہین اور دل آزاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس معاملے میں آپ ﷺ نے عفوہ کا عنصر زیادہ استعمال نہیں کیا۔ اگرچہ بعض لوگوں کو معاف بھی کیا تھا، مگر زیادہ کو سزا دی تھی۔ معافی کا اختیار بھی صرف آپ ﷺ ہی کو حاصل تھا۔ امت کو یہ اختیار نہیں کہ کسی شاتمِ رسول کو معاف کرے[54]۔

خلفائے راشدین اور ناموسِ رسالت

صحابہ کرام کے دلوں میں آپ ﷺ کے ساتھ ایسی والہانہ عقیدت اور احترام تھا کہ وہ آپ ﷺ سے جدائی بالکل برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ جس کی ایک جھلک غزوہ احد کے میدان میں ظاہر ہوئی تھی، جب کسی نے آپ ﷺ کی شہادت کی غلط خبر پھیلادی تو صحابہ پے درپے حملے کرکے یہ کہتے ہوئے شہید ہوتے جارہے تھے کہ جب آپ ﷺ شہید ہوئے تو ہم کیا کرتے ہیں۔ اس محبت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہمیں جنت اور اس کے نعمتوں کی پرواہ نہیں، ہمیں صرف آپ ﷺ کا دیدار اور ملاقات چاہیے۔ اس بے پناہ محبت کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ خود ہر قسم کی تکلیف اور سختی کے لیے تیار تھے لیکن آپ ﷺ کے حق میں کسی قسم کی تکلیف یا بے ادبی کو برداشت نہیں کرتے۔ پھر صحابہؓ میں خلفائے راشدین کا طرز عمل کچھ انوکھا سا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک نے ناموسِ رسالت کے تحفظ کا خیال رکھا اور توہینِ رسالت کے مرتکبین کے قتل کے احکامات صادر فرمائیں

۔مثلاً: عبد اللہ بن مسعودؓ دورِ فاروقی میں کوفہ کے قاضی القضاۃ تھے، انہوں نے پیروان مسیلمۃالکذاب میں سے ایک شخص عبد اللہ ابن النواحہ کو توبہ کے باوجود قتل کیا۔لوگوں کے اعتراض پر آپؓ نے کہا کہ اس شخص نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی[55]۔

اسی طرح عام صحابہؓ بھی ناموس رسالت پر حملہ کرنے والے کے قتل میں انتظار سے کام نہیں لیتے تھے۔مثلاً: عبد اللہ بن وہب نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک راہب نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی، جب اس کا تذکرہ ابن عمرؓ کے سامنے کیا گیا تو آپؓ نے کہا کہ سامعین نے اس کو زندہ کیوں چھوڑ دیا[56]؟

دورامیہ وعباسیہ اور ناموس رسالت

اموی اور عباسی ادوار میں حکمرانوں کا بود وباش اگرچہ غیر اسلامی ہوتا جارہا تھا مگر ملک کا قانون شریعۃ ہی کے تابع تھا۔دوسری بات یہ ہے کہ تابعین وتبع تابعین ہی کی وجہ سے ان ادوار میں ناموس رسالت کے تحفظ کا خاص خیال رکھا جاتا تھا اور ناموسِ رسالت پر معمولی قسم کے داغ کو بھی برداشت نہیں کیا جاتا، اور اس پر سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔جن کی وجہ سے لوگ ناموس رسالت پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔پھر بھی بعض بدبختوں نے اس جرم کا ارتکاب کیا تھا، جن کو قتل کیا گیا۔مثلاً: ایوب بن یحییٰ حاکم عدن (دور عبد الملک) نے ایک عیسائی کو شان رسالت میں گستاخی کرنے پر قتل کر کے بادشاہ کو اطلاع دے دی، تو اس نے جواب میں کہا؛ تم نے بالکل ٹھیک کیا ہے[57]۔

حاکم کوفہ نے خلیفہ (عمر بن عبد العزیزؒ) کو خط بھیجا کہ ایک شخص نے آپ اور عمرؓ کی شان میں برا بھلا کہا ہے ، کیا اسے قتل کر دوں؟ جواب میں اس نے لکھا کہ اس کی سزا موت نہیں۔کیونکہ صرف شاتم رسول ہی شریعۃ کی رو سے واجب القتل ہے[58]۔

خلیفہ ہارون الرشید نے چند فقہاء عراق (جنہوں نے شاتم رسول کو درے لگانا تجویز کیے تھے) کے حوالے سے امام مالک سے پوچھا کہ جو شخص آپ ﷺ کو گالی دے تو اس کی سزا کیا ہے؟ جواب میں آپ نے کہا کہ ایسے شخص کو قتل کیا جائے اور جو صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے لگائے جائے[59]۔

دوسرے اسلامی اَدوار اور ناموس رسالت

دورامیہ اور عباسیہ کے بعد جہاں پر بھی مسلمانوں کی حکومت رہی وہاں تحفظ ناموس رسالت کا اہتمام کیا گیا اور ناموس رسالت پر حملہ کرنے والوں کو قتل کی سزا دی گئی۔جن میں سپین، ترکی ، بخارا، سمرقند، افغانستان، برصغیر پاک وہند اور ایران وغیرہ شامل ہیں۔

سپین میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے اہل کلیسا کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی اور مسلمانوں کی اذیت کے درپے ہوگئے۔ان کو پتہ تھا کہ مسلمانوں کو سب سے زیادہ تکلیف ناموسِ رسالت پر حملہ کرنے سے ہوتی ہے، لہٰذا انہوں نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخیاں شروع کیں اوراس کے لیے ۸۵۰ء میں شاتمِ رسول کے نام سے ایک منظم تحریک شروع کی، جو دس سال تک جاری رہی۔اس عرصہ میں انسائیکلوپیڈیا اف برٹانیکا کے قول کے مطابق ۵۳ افراد شاتمِ رسول کی پاداش میں قتل کیے گئے، جن میں یولوجئیس ،فلورا،اسحاق راہب،جرمیاس ،سیسی نند،تھیودومیر اور میری مشہور ہیں[60]۔سلطان صلاح الدین ایوبی نے ریجی نالڈ (گستاخِ رسول) کو پکڑ کر اپنے ہی ہاتھوں سے یہ کہتے ہوئے قتل کیا کہ ہم مسلمان ،لوگوں کو معاف کرتے ہیں لیکن تم نے ہمارے آقا کی شان میں گستاخی کی ہے۔لہٰذا تو معافی کا قابل نہیں[61]۔

سلطان نورالدین زنگی نے ان دو بدبخت نصرانیوں کو قتل کرکے ان کی نعشیں جلادیں، جنہوں نے آپ ﷺ کے جسدِ مبارک کو چوری کرکے لے جانے کا منصوبہ بنایا تھا[62]۔دورِ اکبری میں ایک ہندو برہمن نے مسلمانوں کو تعمیر مسجد سے منع کرکے آپ ﷺ کی شان میں برا بھلا کہا،اس وقت کے قاضی القضاۃ(شیخ عبدالغنی) نے شاہی محل کی بیگمات کی سفارش کے باوجود اسے قتل کرنے کا حکم صادر کیا۔اسی طرح مغل حکمرانوں کے آخری دور میں ایک ہندو لڑکے(حقیقت رائے باگھ مل پوری)نے سیالکوٹ میں توہینِ رسالت کا ارتکاب کیا تو اس پر قتل کا حکم صادر کیا گیا[63]۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان جب بھی اقتدار میں آئے ہیں تو انہوں نے ناموسِ رسالت کی تحفظ کا قانونی انتظام کیا۔

پاکستان اور تحفظ ناموسِ رسالت

تقسیمِ ہند کے بعد یہاں پر بھی تعزیراتِ ہند قانون کے طور پر رائج ہوگیا۔مگر آہستہ آہستہ اس میں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔مارچ ۱۹۵۶ء کو دفعہ ۲۹۵ الف میں "ہر میجسٹی کی رعایا" کے الفاظ کو "پاکستان کے شہریوں" کے الفاظ سے تبدیل کیا گیا،باقی دفعہ جوں کا توں رہا۔۱۹۸۰ء میں دوسری ترمیمی آرڈننس کے ذریعہ دفعہ ۲۹۸ الف کا اضافہ کیا گیا،جس کی روسے امہات المؤمنین ،اہل بیت،خلفاء راشدین اوراصحاب رسول کی توہین یا بے حرمتی کرنے پر تین سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں مقرر کی گئیں۔ان لوگوں کی توہین کے لیے قانون سزا بنایا گیا،لیکن جس ہستی کی برکت سے یہ لوگ معزز ہوئے ہیں اس ہستی کے ناموس کی تحفظ کے لیے کوئی قانون نہیں تھا۔اس لیے ۱۹۸۴ء کو محمد اسماعیل قریشی سنیئر ایڈوکیٹ سپریم کورٹ نے اس کے خلاف وفاقی شرعی عدالت میں اپیل دائر کی۔یہ مقدمہ زیر سماعت تھا کہ جولائی

۱۹۸۶ء کو عاصمہ جہانگیر نے اسلام آباد میں منعقدہ ایک سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے آپ ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے، چونکہ اس وقت ملکی قانون میں اس کے لیے کوئی سزا مقرر نہیں تھی۔ لہٰذا محترمہ آپا نثار فاطمہ رکن قومی اسمبلی نے توہین رسالت کے جرم کی سزا (سزائے موت) کا بل قومی اسمبلی میں پیش کیا، جو فوجداری قانون (ترمیمی) ایکٹ نمبر ۱۹۸۶، ۳ء کی صورت میں منظور ہوا اور تعزیرات پاکستان میں ۲۹۵ سی کا اضافہ کیا گیا، جس کی رو سے توہینِ رسالت کی سزا قتل یا عمر قید اور جرمانہ مقرر کیا گیا۔ مگر چونکہ توہینِ رسالت کی سزا صرف سزائے موت ہے لہٰذا محمد اسماعیل قریشی نے دوبارہ درخواست دائر کردی کہ توہینِ رسالت کی سزا (عمر قید) مذکورہ دفعہ (۲۹۵ سی) سے حذف کیا جائے اور صرف سزائے قتل رہنے دیا جائے۔ لہٰذا شریعت پٹیشن وفاقی شرعی عدالت نے ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو اس کی درخواست منظور کرلی اور مذکورہ دفعہ سے عمر قید کی سزا حذف کرکے قرار دیا کہ اہانتِ رسول کی سزا صرف سزائے موت ہے۔ اس سے پاکستان میں ناموسِ رسول کو قانونی تحفظ حاصل ہو گیا اور اس کی رو سے سرگودھا کے ایڈیشنل سیشن جج نے ایک گستاخِ رسول کو نومبر ۱۹۹۳ء میں سزائے موت دے دی۔

جب پاکستان میں تحفظِ ناموسِ رسالت کی قانون سازی آخری مراحل میں تھی۔ تو انہی دنوں سلمان رشدی نے ایک کتاب (شیطانی کلمات) لکھی اور یہودی ادارے وایکنگ پبلی کیشنز نے اکتوبر ۱۹۸۸ء کو شائع کی۔ جس میں آپ ﷺ، ازواج مطہرات، اہل بیت اور اصحاب رسول کے بارے میں توہین آمیز لہجہ اختیار کیا گیا تھا۔ کتاب کے منظر عام پر آنے سے پوری دنیا کے مسلمانوں میں اس کتاب اور اس کے مصنف کے خلاف غم وغصے کی آگ بھڑک اٹھی۔ سلمان رشدی نے برطانیہ میں سیاسی پناہ حاصل کی۔ حالات کا اندازہ کرتے ہوئے پاکستان، ایران، ہندوستان، ملائشیا، جنوبی افریقہ، مصر، سوڈان اور سعودی عرب نے فوری طور پر اس کتاب کی ضبطی کے احکامات صادر کیے [64]۔

دورِ حاضر اور ناموسِ رسالت

دور حاضر میں چونکہ اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور مسلمان ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ اسلام کی یہ روز افزوں ترقی غیر مسلموں کے لیے پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہے۔ اسے روکنے کے لیے وہ ہر قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کو بنیاد پرست اور انتہاء پسند کہتے ہیں تو کبھی دہشت گردی جیسی مذموم حرکتیں ان کے کھاتوں میں ڈال دیتے ہیں اور کبھی امن وآشتی کے علمبردار محسن انسانیت (محمد ﷺ) کو گستاخانہ خاکوں کے ذریعے، امن کی بجائے دہشت گردی کے علمبردار کی شکل میں متعارف کراتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لیے کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں سے اسلامی اقدار کی

قدر اور اپنے نبی سے عقیدت واحترام کو ختم کریں۔ اس مقصد کے لیے کرے بلوٹکن بچوں کے لیے ایک کتاب لکھنا چاہتا تھا۔ یہ کام انہوں نے کارٹونسٹ سے کروانے کی کوشش کی۔ ۴۰ منتخب کارٹونسٹ میں سے صرف بارہ اس کے لیے تیار ہوئے اور ہر ایک نے اپنے تخریبی ذہن کے مطابق آپ ﷺ (دہشت گردی کے علمبردار نعوذباللہ) کے خاکے بنائے۔ ۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو ڈنمارک میں مسٹر فلیمنگ روز کے یولانڈپوسٹن نامی اخبار نے ان کو شائع کرنے کی جسارت کی۔ ۱۰ جنوری ۲۰۰۶ء کو ناروے کے ایک رسالے میگازنٹ نے دوبارہ شائع کیے۔ یکم فروری ۲۰۰۶ء کو فرانس، جرمنی، اٹلی اور سپین کے اخبارات نے بیک وقت یہ دل آزار خاکے شائع کر کے مسلمانوں کے جذبات کو سخت مجروح کیا۔ آئس لینڈ، سویڈن، بلجئیم اور نیوزی لینڈ کے اخبارات نے بھی اپنا حصہ ڈال کر مسلمانوں کی خوب دل آزاری کی۔ مشہور نشریاتی ادارہ بی۔ بی۔ سی بھی اپنے آپ کو اس میدان میں محفوظ نہ رکھ سکا۔

صحافتی آزادی کا سہارا لے کر اس متعصبانہ کردار پر ردعمل کا اظہار یقینی تھا۔ چنانچہ ۲۰ اکتوبر کو دس اسلامی ممالک کے سفراء نے ڈنمارک کے وزیر اعظم مسٹر اینڈ فوگ سے اس مسئلے پر ملاقات کے لیے وقت مانگا، تو اس نے وقت دینے سے انکار کیا۔ جس پر مسلمانوں نے احتجاج کا راستہ اختیار کیا اور نومبر کے مہینے میں ۳۵۰۰۰ افراد نے کوپن ہیگن میں اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا۔ سعودی عرب، ایران، برما اور بھارت نے ڈنمارک سے اپنے سفیر واپس بلا لیے۔ دمشق میں نوجوانوں نے ڈنمارک اور ناروے کے سفارتخانے جلادیئے[65]۔ اہانتِ رسول چونکہ مسلمانوں سے برداشت نہیں ہوتا، اس لیے پوری دنیا میں مسلمانوں نے اپنے غم وغصے کا اظہار کیا، جن میں کئی ایسے تھے جو شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔ ان میں عامر چیمہ کا نام بھی شامل ہے۔ راولپنڈی کا یہ نوجوان ٹیکسٹائل انجینئرنگ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے جرمنی گیا ہوا تھا۔ ۲۰۰۶ء کے اوائل میں دوسرے یورپی ممالک کی طرح جرمنی کے اخبار "ڈائی ویلٹ" نے بھی آپ ﷺ کے گستاخانہ خاکے شائع کیے۔ جب عامر چیمہ کی نظر ان خاکوں پر پڑی تو چاقو لے کر اخبار کے دفتر میں چیف ایڈیٹر پر حملہ آور ہوا وہ معمولی زخمی ہوا۔ عامر چیمہ کو پولیس نے گرفتار کر کے قاتلانہ حملے کے الزام میں مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا۔ جہاں اس نے پورے اعتماد سے کہا کہ میں واقعی چیف ایڈیٹر کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ میں ایک مسلمان ہوں اور کوئی بھی مسلمان آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ پولیس نے عامر چیمہ کا جسمانی ریمانڈ لیا، مگر ان کو کوئی کامیابی نہیں ملی۔ پھر آپ کو سخت تشدد کا نشانہ بنایا گیا، جس سے آپ شہید ہوئے[66]۔

ائمہ فقہ اور ناموسِ رسالت

قرآن کریم کی اس آیت:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ[67]

"اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں۔ تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین کا (علم سیکھتے اور اس) میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے تاکہ وہ حذر کرتے۔"

کا مصداق بننے والے لوگ امت کا خلاصہ ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں آپ ﷺ کی والہانہ محبت وعقیدت ہی نے ان کو اس مقام تک پہنچایا ہوا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تمام اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اس کی سزا موت ہے، مثلاً: احناف میں سے امام ابو حنیفہؒ وصاحبین (امام ابو یوسف وامام محمد)، ابن عابدین[68] اور ابن الہمام[69] سے توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کرنے کے اقوال منقول ہیں۔ یہی فتویٰ امام ابو بکر جصاص الحنفی[70]، مفتیان فتاویٰ عالمگیری[71]، علامہ شاہ انور شاہ کشمیری[72] اور حسین احمد مدنی[73] سے بھی منقول ہے۔ ہاں! یہ لوگ شاتم رسول کو توبہ کا اختیار گرفتاری سے پہلے اور بعد دونوں صورتوں میں دیتے ہیں۔

مالکیہ میں ابن القاسم سے روایت ہے کہ امام مالکؒ سے ایک نصرانی (گستاخِ رسول) کے بارے میں فتویٰ طلب کیا گیا، تو اس نے کہا کہ گستاخ رسول کی گردن اڑا دی جائے[74]۔ اسی طرح ہارون الرشید بادشاہ نے بھی امام مالک سے شاتم رسول کی سزا کے بارے میں پوچھا، تو آپؒ نے جواب دیا کہ شاتم رسول کو قتل کرو اور شاتم صحابہ کو درے لگاؤ[75]۔ ابن سحنون مالکی، ابو بکر بن منذر، ابراہیم بن حسین بن خالد الفقیہہ اور قاضی عیاض سب کا یہی فتویٰ ہے کہ گستاخِ رسول کو سزائے موت دی جائے[76]۔

شوافع میں امام شافعی اور امام ابو بکر الفارسی بھی شاتم رسول کو واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ توبہ کے اختیار کے حوالے سے ان کی رائے احناف سے متفق ہے[77]۔

حنابلہ میں امام احمد بن حنبلؒ نے بھی شاتم رسول کو قتل کرنے کے احکامات صادر فرمائے تھے۔ امام ابن تیمیہ فقہ حنبلی کے ایک ممتاز فقیہ ہیں انہوں نے توہین رسالت پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ جس میں آپ نے شاتم رسول کو واجب القتل قرار دیا ہے اور اس کو توبہ کا اختیار بھی نہیں دیا ہے، خواہ قبل الاخذ ہو یا بعد الاخذ[78]۔ عبد الرحمٰن الجزیری کا بھی یہی قول ہے[79]۔

فقہ جعفریہ کا بھی شاتمِ رسول کے قتل پر اتفاق ہے۔ امام جعفر صادق نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ذات پر سب وشتم کرنے والا واجب القتل ہے[80]۔ محمد حسین اکبر اجتہادی (فقہ جعفریہ کا ایک مستند عالم) فقہ جعفریہ کا موقف بیان کرتے ہیں کہ جو شخص آپ ﷺ اور دیگر انبیاء میں سے کسی ایک کو بھی گالی دے گا، وہ قتل کی سزا کا مستحق ہو گا[81]۔

آیۃ اللہ سید ابو القاسم الخوئی نے بھی شاتمِ رسول کے قتل کا فتویٰ دیا ہے[82]۔

اہل ظواہر میں داؤد ظاہری، امام ابن حزم اور امام شوکانی سے شاتمِ رسول کے قتل کے فتوے صادر ہیں[83]۔

قتل کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے کہ وہ ہر طریقے سے ایسے مجرم کو پکڑ کر اس پر قتل کی سزا جاری کرے۔ عام آدمی کے لیے قانون کے نفاذ کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں، کیونکہ اس کا ایسا کرنا خلافِ انتظام ہے۔ یہ اس وقت ہے جب گستاخی کرنے والا حربی کافر یا مسلمان ہو، لیکن اگر گستاخی کرنے والا ذمی کافر ہو تو مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ توہین کرنے سے اس کا عہد ذمہ ختم ہو جاتا ہے۔ جب کہ احناف و شوافع کہتے ہیں کہ عہد ذمہ ختم نہ ہو گا۔ لیکن انتظامی اور تعزیری طور پر حکومتِ وقت اس کو قتل کر سکتا ہے۔ جب وہ علانیہ اور بار بار سب وشتم کرتا ہو[84]۔

شرعی سزا کا نفاذ ممکن نہ ہو تو پھر؟

مذکورہ تفصیل اس وقت ہے جب شرعی سزاؤں کا نفاذ ممکن ہو۔ موجودہ دور میں جب شرعی سزاؤں کا نفاذ ناممکن ہے تو ایسی صورت میں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ حسب مقدور ہر جائز اور ممکن طریقے سے ایسی گستاخانہ حرکتیں، اس کے مرتکبین اور اس کے اسباب وذرائع کو روکیں۔ اور جس میں یہ قدرت نہ ہو تو اس پر زبان سے اس کی خرابی اور برائی بیان کرنا واجب ہے اور جس کو زبان سے کہنے میں جان ومال کا خطرہ ہو، تو اس کے لیے دل میں برا جاننا لازم ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کی ایک حدیث ہے:

> عن أبو سعيد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان[85]»

اس سلسلے میں احتجاج کرنا درست ہے۔ بشرطیکہ احتجاج پُرامن طریقے سے ہو اور اس میں حرام وناجائز کاموں کا ارتکاب نہ ہو، مثلاً: لوگوں کی املاک اور اموال کو نقصان پہنچانا، جلاؤ، گھیراؤ اور پتھراؤ کرنا وغیرہ۔ ایسے لوگوں سے تجارتی تعلقات اور معاہدات ختم کر لینا شرعاً جائز اور ایمانی غیرت وحمیت کا تقاضا ہے[86]۔

جس کمپنی کا توہین سے تعلق نہ ہو اس کے بائیکاٹ کا کیا حکم ہے؟

اگر کسی کمپنی یا شخص کا اس توہین والے عمل کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو، محض ایک علاقائی یا لسانی تعلق ہو تو اگر وہ ان کے اس برے عمل کے حامی ہوں تو ان کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر ذکر ہوا۔ اور اگر کمپنی یا شخص ان کے اس برے عمل سے بیزاری اور لاتعلقی اختیار کرے تو ایسی صورت اس سے تعلق رکھنے میں کوئی حرج نہیں[87]۔

نتائج

- ✓ اسلام انبیاء کرام کے ساتھ ساتھ عام انسانوں کے احترام کا بھی حکم دیتا ہے۔
- ✓ آخری پیغمبر محمد ﷺ کی محبت واحترام سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔
- ✓ شرعی سزاؤں کا نفاذ ممکن ہو تو گستاخِ رسول قتل کا مستحق ہے، جس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔
- ✓ عام آدمی کے لیے قانون کے نفاذ کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں، اگر کسی شخص نے ایسے گستاخ کو قتل کر دیا تو اس کا ایسا کرنا خلافِ انتظام ہے، جس پر حکومت اسے سزا دے سکتی ہے۔
- ✓ اگر شرعی سزاؤں کا نفاذ ممکن نہ ہو تو عوام گستاخِ رسول کے خلاف پُرامن احتجاج کر سکتے ہیں۔
- ✓ تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کسی بھی پیغمبر اور خصوصاً محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کو برداشت نہیں کر سکتے۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ التین ۹۵: ۴

2 جالندھری، فتح محمد، ترجمہ قرآن (القرآن الکریم) فاران فاونڈیشن، ۲۰۱۰ء

3 سورۃ الاسراء ۱۷: ۷۰

4 سورۃ البقرۃ ۲: ۳۰

5 سورۃ البقرۃ ۲: ۳۴

6 سورۃ الحج ۲۲: ۶۵

7 سورۃ الحجرات ۴۹: ۱۲

8 سورۃ الاحزاب ۳۳: ۵۸

9 سورۃ الحجرات ۴۹: ١١

10 سورۃ النحل ١٦:٣٦

11 امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، الفقہ الاکبر، ١ : ٣٧، مكتبة الفرقان الإمارات العربية، ١٤١٩ ھ / ١٩٩٩ء

12 سورۃ البقرۃ ٢: ١٧٧

13 سورۃ البقرۃ ٢: ٢٨٥

14 سورۃ النساء ۴: ١۵٠-١۵١

15 سورۃ البقرۃ ٢: ٢۵٣

16 سورۃ المائدۃ ۵: ٣

17 سورۃ الحجر ١۵: ٩

18 سورۃ الاسراء ١٧: ١

19 سورۃ الصف ٦١: ٦

20 سورۃ الاعراف ٧: ١۵٧

21 سورۃ آل عمران ٣: ٨١

22 سورۃ الانعام ٦: ٢٠

23 سورۃ النجم ۵٣: ٣-۴

24 سورۃ الانفال ٨: ١٧

25 سورۃ الشرح ٩۴: ۴

26 سورۃ الاسراء ١٧: ٧٩

27 سورۃ الاحزاب ٣٣: ۵٦

28 سورۃ الانبیاء ٢١: ١٠٧

29 سورۃ النساء ۴: ٨٠

30 سورۃ آل عمران ٣: ٣١

31 سورۃ الحشر ۵٩: ٧

32 سورۃ الحجرات ۴٩: ٢، ٣

33 سورۃ الحجرات ۴٩: ١

34 سورۃ الاحزاب ٣٣: ٦

35 سورۃ النور ٢۴: ٦٣

36 سورۃ الاحزاب ۳۳: ۶

37 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، ج ا، ص ا، دار الفکر بیروت، ۱۴۲۲ھ

38 سورۃ الحجرات ۴۹: ۲

39 سورۃ البقرۃ ۲: ۱۰۴

40 سورۃ اللھب

41 سورۃ الاحزاب ۳۳: ۵۷

42 سورۃ التوبۃ ۹: ۶۱

43 سورۃ الحجر ۱۵: ۹۵

44 سورۃ البقرۃ ۲: ۱۵

45 ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر شام کے ایک گاؤں میں ۷۰۱ھ / ۱۳۰۲م کو پیدا ہوئے اور اپنے بھائی کے ہاں ۷۰۶ھ میں دمشق منتقل ہوئے۔ ان کی تصانیف میں تفسیرالقرآن الکریم،البدایہ والنہایہ اورطبقات الفقہاء الشافعین وغیرہ مشہور ہیں۔ دمشق میں ۷۷۴ھ / ۱۳۷۳ کو فوت ہوئے۔ (ابن کثیر، ابو الفداء محمد بن اسماعیل، البدایۃ والنہایۃ ۱۴: ۱۸۴، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸م۔۔۔ الاعلام ۱: ۳۲۰)

46 ابن کثیر، ابو الفداء محمد بن اسماعیل، تفسیر ابن کثیر ۳: ۱۱۲- ۱۱۳، دار طیبۃ للنشر والتوزیع ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء

47 سورۃ الاحزاب ۳۳: ۶۰

48 صحیح البخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر (۱۴۸۲)

49 ابن تیمیہؒ، ابو القاسم تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول: ۱۵۲، الحرس الوطنی السعودی (س۔ن)

50 قاضی عیاض، کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ۲: ۱۹۴، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۲ھ

51 رواہ فی ہامش بخاری ۲: ۲۱۴۔۔۔ وفی ہامش ابو داؤد ۲: ۹

52 کتاب الشفاء ۲: ۲۸۴

53 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد ۲: ۲۵۲، المکتبۃ العصریۃ، صیدا- بیروت (س۔ن)

54 الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول، ص: ۲۲۲- ۲۲۳

55 العقیدۃ الطحاویۃ تعلیق صالح بن فوزان، باب استتابۃ المرتد، دار العاصمۃ للنشر والتوزیع (س۔ن)

56 کتاب الشفاء ۲: ۴۴۹

57 نفس مصدر

58 کتاب الشفاء۲: ۲۹۰

59 نفس مصدر

60 ناموسِ رسالت اور قانون توہین رسالت، باب ۵، ص: ۳۰۴

61 محمد عنایت اللہ، اندلس کا تاریخی جغرافیہ، سلطان صلاح الدین، مطبعہ و سن اشاعت نامعلوم

62 مسلمان یورپ میں بحوالہ ناموس رسالت اور قانون توہین رسالت، باب ۵، ص: ۳۱۵

63 Dr.R.S Nijjar, Punjab Under the Mughals بحوالہ ناموس رسول اور توہین رسالت، باب ۵، ص: ۳۲۲

64 ناموس رسالت اور قانون توہینِ رسالت، باب ۷

65 روزنامہ مشرق پشاور، مارچ ۲۰۰۶ء

66 روزنامہ مشرق پشاور، ۸ مئی ۲۰۰۶، اداریہ، رختِ سفر از بشارت کھوکھر

67 سورۃ التوبہ ۹: ۱۲۲

68 ابن عابدین، عمر بن عبد العزیز، ردالمحتار علی الدر مختار ۳: ۲۹۹، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲م

69 ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، شرح فتح القدیر ۴: ۴۰۷، دار الفکر، (س۔ن)

70 الجصاص، ابو بکر الحنفی، احکام القرآن ۸: ۴۰۷، دار احیاء التراث العربی۔ بیروت، ۱۴۰۵ھ

71 فتاویٰ عالمگیری ۳: ۴۶۰، مکتبۃ الہند، ۱۹۹۵ء

72 کشمیری، انور شاہ، اکفار الملحدین: ۴۱، ۵۰، ۵۹، مطبعہ و سن اشاعت نامعلوم

73 عثمانی، شبیر احمد، الشہاب الثاقب: ۵۰، مطبعہ و سن اشاعت نامعلوم

74 کتاب الشفاء ۴۵۲:۲

75 نفس مصدر ۲: ۲۱۵

76 کتاب الشفاء، ص: ۲۱۱- ۲۱۴

77 فتاویٰ شامی ۳: ۳۱۸

78 محمد ابو زہرہ، حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ، مترجمہ رئیس احمد جعفری: ۶۷، مطبعہ و سن اشاعت نامعلوم

79 عبد الرحمٰن الجزیری، کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ ۵: ۸۰۵

80 محمد بن حزم الظاہری، رسائل الشیعہ ۱۸: ۴۶۰، دار الفکر، بیروت، (س۔ن)

81 نفس مصدر

82 سید ابو القاسم الخوئی، مبانی تکملۃ المنہاج ۱: ۲۶۴- ۲۶۵

83 الشوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار، باب فی من سب النبی ﷺ، دار الحدیث، مصر ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء

84 نفس مصدر

85 امام مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ۱: ۵۱، داراحیاء التراث العربی، بیروت، (س۔ن)

86 ظفر احمد عثمانی، امداد المفتین: ۱۰۲۵، ہند، (س۔ن)

87 مفتی غلام الرحمان، ماہنامہ العصر، مئی وجون ۲۰۰۶ء، دارالعلوم عثمانیہ پشاور صدر۔